Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.70

Received: 02-04-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

عبدہللا حسین کے ناول "نادار لوگ" کے نسائی کردار ایک تجزیہ

An Analysis of Female Characters of Abdullah Hussain's Novle "Naadar Log"

محمد عثمان*
ڈاکٹر جہانزیب شعور**
ڈاکٹر روح االمین***

Abstract:

Abdullah Hussain's novel "Nadaar Log" firstly published in 1996. The novel covers events from 1897 to 1974, making it a diverse representation of the time period. The subject matter and characters reflect this diversity. The story of the "Nadaar Log" is told before and after the partition of India by Abdullah Hussain. In this seventy-seven-year period, every major event in Pakistan and India is the subject of the novel. The characters are affected by these events, and the novel explores the effects on them. All the characters seem to be oppressed by time and circumstances. Their helplessness is a prelude to contentment with fate and non-resistance to a cruel and oppressive ruler. While men face numerous challenges in their external lives, women are not safe even within the walls of their own homes. Therefore, the novel shows how various positive and negative factors affect the lives of women.

Keywords: Abdullah Hussain, Nadar Log, Character, Feminism, Women, positive factors, negative factors.

عبدہللا حسین اردو کے افسانوی ادب کے حوالے سے ایک نمایاں نام ہے۔ "اُداس نسلیں" ہی ان کی ادبی قد کاٹھ کے لیے کافی تھا لیکن یکے بعد دیگر اُن کے بہترین ناول منظر عا م پر آئے۔ جن میں بالشبہ "نادار لوگ" بھی شامل ہے۔ یہ ناول ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ اس

* اردو لیکچرار،شعبہ اُردو اسالمیہ یونی ورسٹی پشاور۔
** اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اردو اسالمیہ کالج پشاور۔
*** لیکچرار، شعبہ اردو اسالمیہ کالج پشاور۔

ناول کا دورانیہ ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۷۴ء پر مشتمل ہے۔ اس طویل دورانیے کی مناسبت سے ناول موضوع اور کرداری تنوع کا حامل ہے۔ لہٰذا اس ناول میں جس عہد کی عکاسی کی گئی ہے۔ وہ تہذیبی اور فکری اعتبار سے از حد اہمیت کا حامل عہد ہے۔ تقسیم سے پہلے اور بعد کا نوحہ اس ناول کا موضوع ہے۔ اور اردو ادب کا قاری اس سے بدرجۂ اتم واقف ہے کہ تقسیم کا المیہ اردو ادب کے لیے نشاۃ الثانیہ سے کم نہ تھا۔

جہاں تک اس ناول کے کرداروں کا حوالہ ہے تو یہ بات تو اپنی جگہ مسلم حقیقت ہے کہ تقسیم سے پہلے اور بعد میں یہاں کے باسی، حالات سے سخت متاثر تھے۔ زندگی کے شب و روز وہ کس ذہنی کوفت میں گزار رہے تھے اور کس المیے سے دور چار تھے؟ تاریخ کی کتابیں ان سوالات کے جوابات سے بھری پڑی ہیں۔ عبدہللا حسین کے ناول میں بھی کردار انہی حالات سے متاثر ہوتے دکھائے گئے ہیں۔ تمام کردار وقت اور حالات کے جبر کا شکار نظر آتے ہیں۔ ان کی بے بسی تقدیر پہ قناعت اور ظالم وجابر حکمران کے آگے

مزاحمت کا پیش خیمہ ہے۔ یہ سارے عوام بال کم وکاست اس ناول میں پیش کیے گئے ہیں۔ اصل میں تہذیبی اعتبار سے یہ سانحہ عالمی سطح کے چند بڑے سانحوں میں سے ایک تھا اس لیے ادیب کا اس سے متاثر ہونا یقینی تھا۔ اسی چیز کو مدِنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر نزہت عباسی اپنی کتاب میں لکھتی ہیں:

> "تقسیمِ برصغیر ایک سیاسی ، سماجی، تہذیبی، معاشرتی تبدیلی تھی۔ اس صورت حال کی عکاسی کے لیے افسانوی ادب میں ان موضوعات اور مسائل کو زیربحث الیا گیا ۔ تقسیم برصغیر کے بعد ہندو مسلم فسادات، قتلِ عام ، ہجرت اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تہذیبی انتشار کو ناول کا موضوع بنایا گیا اور جزیہ کیا گیا کہ اس انقالب کے نتیجے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کے انسانی ذات پر کیا اثرات ہوئے؟ اس کی ذہنی، جذبات اور نفسیاتی عکاسی کی گئی"۔[1]

یہی معاشرتی تبدیلی اور ذہنی، جذبات اور نفسیاتی بوقلمونی عبدہللا حسین کے کرداروں میں بھی عیاں ہے۔ اُن کے ہاں جہاں مرد کردار اپنی خارجی زندگی میں متعدد مسائل کا شکار ہیں۔ وہاں حوّا کی بیٹی بھی ذہنی وجسمی پریشانیوں کے شکنجوں میں گرفتار ہے۔ "نادار لوگ" میں مرد کرداروں کے ساتھ ساتھ بیشتر عورت کردار بھی ایسے ہیں جو مضبوط اعصاب اور قوتِ فیصلہ کی صالحیت رکھتی ہیں۔ باوجود نامساعد حالات کے زندگی کرنے کی کوشش اور جہدِ مسلسل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔ "سکینہ" کا کردار اس کی عمدہ مثال ہے۔

بسا اوقات عورت کو گھر کے حصار میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس
حصار میں رہتے ہوئے بھی وہ اپنے جوہر قابل سے غافل نہیں رہتی۔ چاہے گھر داری کا معاملہ ہو یا دیگر مسائل
عورت اپنے محتاط انداز میں ان کا تریاق کرتی ہے۔ عورت کا یہ
روپ وہ روپ ہے جس سے کوئی گھرانہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ سکینہ کا کردار ان تمام
خصوصیات سے بہرہ مند ہے۔ اگر چہ اُن کی زندگی نامساعد حالات کے دہانے پر ہویت ہے، شوہر کی بےروزگاری
، ملک جہانگیر سے سکینہ کے شوہر کی چپقلش، کنیز سے محبت کے روابط ان سارے عوامل کے باوجود بھی
سکینہ ایک باہمت اور حوصلہ مند عورت کی طرح بہتری کی کوشش میں دن رات مگن رہتی ہے۔ سکینہ کے
کردار کے ان خاصیتوں کو دیکھتے
ہوئے خواجہ محمد یوسف اس کردار کے متعلق رقمطراز ہیں: ''ناول
میں سکینہ کا کردار ہمارے
معاشرے کے درمیانے طبقے سے ہے۔ ناول کا یہ
جاندار کردار ہے وہ ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اپنی
رائے کا اظہار کرتی ہے''۔[2]

سکینہ نہ صرف چھوٹ بڑے معاملے میں رائے کا اظہار کرتی ہے بلکہ
بسااوقات عملی مظاہرہ بھی پیش کرتی ہے۔ اس کردار میں قوت فیصلہ کرنے کی صالحیت اور عملی طور پر کر
دکھانے کی ہمت زیادہ ہے۔ وہ ایک وفا شعار بیوی، بہترین ماں اور معاشرے کی ذمہ دار عورت ہے۔ ان کے
ہاں جب دو بچوں کی پیدائش ہوجاتی ہے تو ممتا کا جذبہ جوان ہونے لگتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی اوالد کی مستقبل کی
فکر میں لگ جاتی ہے۔ اسی لیے جب اعجاز اُن سے نوکری سے استعفٰی کے بارے میں آگاہ کر دیتا ہے تو اُن
کا ردِعمل
کیا ہوتا ہے:

''نوکری چھوڑ دی'' وہ بوال۔

''کیوں''

''بس'' اعجاز نے بے خوفی سے سکینہ
کی آنکھوں میں دیکھ کر بوال'' جی نہیں لگتا تھا'' ''واہ'' سکینہ
نے کہا ''ان بلونگڑوں کا کیا
اچھا استقبال کیا ہے''
ان کی پیدائش سے پہلے استعفٰی دے دیا
تھا''
''جیسے تمہیں ان کی کوئی خبر نہیں تھی،
سکینہ طنز سے بولی۔ نو مہینے تک آنکھوں
پرکالی عینک لگا کر پھرتے رہے ہو''۔[3]

یہ سکینہ کے شوہر کا وہ غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے جو بعد میں سکینہ کو عملی کردار نبھانے پر مجبور کرتی ہے اور وہ رقبے کی دیکھ بھال کے لیے خود میاں میں اتر جاتی ہے۔

"آخر جب سکینہ نے وقت ہاتھ سے نکلتا ہوا دیکھا تو گھر سے نکل پڑی۔ اعجاز کے پیچھے اصرار کر کے اس نے جو کاال پرقعہ سلوا رکھا تھا اور جسے اس نے صرف ایک مرتبہ کسی کی شادی پر نقاب الٹا کر پہنا تھا۔ وہ اس نےتہہ کر کے صندوق میں رکھ دیا اور بدن پر موٹا کھیس لپیٹ کر رقبے پر پہنچ گئی۔چند روز کے بعد گل افروز نے اطالع دی کہ منڈی چلنی شروع ہو گئی ہے اور مال بک رہا ہے۔ چند روز انتظار کیا ، اور جب سٹاک کیا مال آدھا رہ گیا تو اس نے گل افروز کو بیلنا چالنے کا حکم دیا۔ ایک طرف سے کھاد کاٹ کاٹ کر شوگر مل کے لیے الدا جارہا تھا۔ مخالف جانب سے گڑ کے لیے گنا کاٹا جانے لگا۔ سارا کاروبار اب سکینہ کی نگرانی میں چل رہا تھا"۔[4] سکینہ کے کردار کی صورت میں عبدہللا حسین نے عورت کے ایک مضبوط کردار کی عکاسی کی ہے۔ وہ بنیادی خصوصیات ہیں جو کسی بھی کردار کو معتبر بناتی ہے۔ سکینہ کے کردار میں ھبی یہ چیزیں موجودہوتی ہیں اور جہاں اُن کے شوہر کی بلندی ہمتی ہتھیار ڈال دیتی ہے وہی سے سکینہ آستین چڑھا دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سکینہ کے کردار میں مشرقی عورت کا عنصر بھی عیاں ہے۔ مشرقی عورت میں اگر دیگر خصوصیات ہوں یا نہ ہوں، وفاشعاری اور صبر کا مادہ ضرور ہوتا ہے۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ خوشی، غمی، سازگار اور ناسازگار ہر قسم کے حاالت میں زندگی گزار لیتی ہے۔ اور بسااوقات شوہر کے غلط اور ناجائز رویوں پر بھی پردہ پوشی کر کے صبر سے کام لیتی ہے۔ یہ وہ اچھی خصلتیں ہیں جو عورت کی ذات کو وقار بخشتی ہیں اور اس کی مشرقیت عیاں کرتی ہیں۔ سکینہ کے ہاں بھی یہ موجود ہیں اور باوجود اس بات کا علم ہونے کے کہ اعجاز کا کسی دوسری عورت کے ساتھ چکر چل رہا ہے ، ایک وفادار بیوی کی طرح اُن کی خدمت کرتی ہے۔

"رات کے کسی وقت اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے سر تلے تکیہ رکھ رہا تھا۔ اُس نے آنکھیں نہ کھو لیں اور نہ چہرہ دیکھا، مگر ہاتھوں

کے لمس سے اسے معلوم ہو گیا کہ یہ سکینہ تھی۔ پھر سکینہ
نے اُس کے جسم کو بھاری لحاف
ڈھانپ دیا“۔[5]

یہ مشرقی عورت کی خاصیت ہے باوجود اپنے شوہر کے بے وفائی کی پھر بھی ان کے دامن سے پیوستہ رہتی ہے اور ان کا خیال رکھنا اپنا حق سمجھتی ہے۔ جس پر مغربی فکر کی طرف سے اس رویوں کے بل بوتے پر کافی مزاحمت کا سامنا ھبی کرنا پڑتا ہے اور مشرقی سماج کو استحصالی اور یہاں کی عورتوں کو کم فہم اور اپنے حق سے نابلند تصور کیاجاتا ہے۔ تاہم یہی بنیادی عنصر ہے جو مشرقی عورت کو مغربی عورت سے ممتاز کرتی ہے۔ مغربی عورتیں فکر جدید کے غلبے سے متاثر ہو کر زندگی کر رہی ہے جبکہ ہمارے یہاں عورت روایت کی غماز ہے۔ تفصیل احمد اس مشرقی اور مغربی خلیج کے متعلق اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

”یہ بات قاب ِل لحاظ ہے کہ مشرقی اور
مغرب صورتحال میں مزاج، میالن اور دائرہ کار میں
نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ عالم کاریت کے تحت دونوں تہذیبیں
کس قدر ایک دوسرے کے قریب ضرور آئیں ہیں۔ مگر
رجحان ، روش، برتا ء اور تخلیقیت سب جدا ہیں۔ مغرب
میں عورتوں کے لیے ادب پر تکنیکی اور فلسفی طرازی کا
غلبہ ہے۔ جبکہ مشرق میں روایت کی توسیع اور
تخلیقی اظہار کو ملمع رکھنے پر زور ہے“۔[6]

یہ وہ روایتی قدر ہے جو اس ناول کے سکینہ کردار میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ گھریلو عورت ہونے کے باوجود ایک ذہین اور سلیقہ مند عورت ہے۔ اور یہ سارے عوامل اس کی شخصیت کو حساس بنا دیتی ہے۔ یعنی سکینہ کا کردار حساس ذہنیت کے مالک ہے۔ ناول کا دوسرا اہم نسوانی کردار ”کنیز“ ہے۔ جو کہ ایک بھٹہ مزدور کردار ہے۔ چونکہ ناول میں بیشتر ”نادار لوگوں“ کا نوحہ ہے۔ اس لیے ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کے نادار کردار اس ناول میں دکھائی دیتے ہیں۔ کنیز وہ کردار ہے جو انتہائی مفلس ہے اس لیے غربت کی وجہ سے تونادار ہے یہی ہے لیکن صاح ِب ثروت کے رویوں اور حرکات وسکنات نے اُس کو ذہنی اعتبار سے بھی مکمل نادار بنا دیا ہے۔ وہ اپنی کسمپرسی ایک جگہ ان الفاظ میں بیان کرتی ہے۔

”ایک زمانہ ہو گیا پتہ نہیں تمہیں یاد بھی
ہے یا نہیں۔ مگر ادھر تمہارے عالقے میں بڑے
بڑے ملک تھے۔ چوہدری تھے، مربعوں والے، جائیدادوں
والوں بڑی شانوں والے تھے۔ مجھے

پکڑ کر لے جاتے، اپنے جسموں کو میرے اوپر رگڑتے
جیسے گھس جانا چاہتے ہوں، میری زبان اپنے منہ میں رکھ
کر چوستے۔ اب اس کے بعد
پیچھے کچھ رہ جاتا ہے؟"۔[7]

یہ کردار جنسی ہراسگی کا بین ثبوت ہے۔چونکہ غربت کی وجہ سے بھٹے کی
مزدوری کر رہا ہے۔ جہاں پر بھیڑیوں کا شکار بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ارشاد نامی کردار سے منہ بھولی رشتہ ازدواج میں منسلک ہے جو حالات کے جبر کی وجہ سے ذہنی ناآسودگی کا شکار ہے۔ اس لیے کنیز کا کردار روزانہ کے حساب سے درندگی کا نشانہ بنتا ہے۔ لیکن اس کے جنسی شکل میں وہ تلذذ کا عنصر کہیں پر بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اوپر کے ناول کی عبارت سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے یہ کردار جنسی بیگاڑ کر رہا ہے۔ اصل میں باامِرمجبوری اساس کردار کو درجن بھر مردوں کے ہوس کا نشانہ بننا پڑتا ہے اس لیے
وہ جنسی حساسیت کی کیفیت میں اس کے ہاں سے ماند پڑ جاتا ہے۔

عبدہللا حسین کے ہاں جس کرداروں کی جنسی ہراسگی کی صورت میں عیاں
ہے۔ ان کے ہاں جنس میں وحشت اور دردنگی کا عنصر دکھائی دیت اہے۔ حاالت کے جبر اور
معاشرتی ناہموار ان کے نسوانی کرداروں کو جنسی راستہ اختیار کرے پر مجبور کرتا ہے۔ کنیز کا کردار بھی اسی قبیل کا کردار ہے۔ تاہم اس قسم کی استحصالیت کے باوجود بھی وہ مضبوط اعصاب کے مالک کردار ہے۔ وہ پھر بھی حاالت کا مقابلہ کرتی اور اپنی اگلی نسل کو اس طبقاتی کشمکش سے نکالنے کی بھر پورکوشش کرتی ہے۔ اگر چہ اس کا منہ بوال
شوہر جدوجہد اور حوصلہ مندی سے عادی ہوتا ہے مگر اس کے عوض عورت ہونے کے باوجود کنیز میں ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے۔ اور غالمی کے باوجود بھی وہ اپنے بچوں کو سکول بھیج دیتی ہے۔ جس پر اُس کے شوہر کو تشدد سے گزرنا پڑتا ہے۔ کنیز اس کے خالف
بھی برسِ رپیکار ہوجاتی ہے۔ کنیز
کے کردار میں اس بات کی عکاسی موجود ہے کہ وہ اپنی مرضی سے
اس ماحول میں زندگی بسر نہیں کرہی بلکہ حاالت کی ستم ظریفی اور مجبوریوں نے اس کی خواہشات کو کچل کر رکھا ہے۔ کنیز کے اعمال وافعال سے یہ صفت مترشح ہے کہ اُس کی ذات میں مدافعانہ جذبہ پنپ رہا ہے۔ وہ ظلم اور زیادتی برداشت نہیں کر سکتی۔ جب ارشاد اپنے اوپر کیے گئے تشدد کی رپورٹ تھانے میں درج نہیں کرواتا تو کنیز نہ صرف ارشاد پر
برس پڑتی ہے بلکہ اعجاز کے روبرو اپنا مؤقف بھی واضح کر دیتی ہے۔ "مگر وگر، مگر
وگر نامراد کبھی ززبان

بھی کھولے گا کہ گنگے کا گنگا قبر میں چال
جائے گا۔ ملک جی میں نے جو واردات تھی صاف
بیان کردی۔ زیادتی کو بندہ کب تک سہارے"۔[8]

ناول ''نادار لوگ'' کے نسوانی کرداروں میں سب سے زیادہ متحرک کردار کنیز کا کردار ہے۔ کہانی کے بنت میں اس کردار کا اہم رول ہے۔ بالشبہ اس ناول کے بہترین کرداروں مین اس کردار کا شمار ہوتا ہے۔ جس کی صورت میں ایک گہما گہمی والی تحرک آمیز زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔ جو زندگی کے نشیب وفراز نزدیک سے دیکھ چکی ہے۔ نسیمہ کا کردار اس ناول کا زندہ کردار ہے جس کے عمل سے زندگی کرنے کا ہنر ظاہر ہوتا ہے ۔ عبد ہللا حسین نے اس کرادر کے ذریعے نسوانیت بھرے اطوار سے عادات کی عمیق عکاسی کی ہے ۔ خود ستائشی اور نمائش کا مادہ مرد کی نسبت عورت میں زیادہ ہوتا ہے ۔ اس کو ہم بنیادی نرگسیت کے زمرے میں نہیں بلکہ عورت کی خصلت کے طور پر دیکھ سکتے ہیں ۔ عورت کے ہاں یہ رویہ اکثر و بیشتر پایا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت اور منفرد دکھائی دے ۔ نسیمہ کے کردار میں بھی یہ رویہ پایا جاتا ہے ۔ مثال اس کرادر سے ہمیں ناول نگار شعیب کے برتھ ڈے پارٹی میں متعارف کرواتا ہے ۔ جب وہ سب سے زیادہ

نمایاں اور الگ دکھائی دے رہا ہوتا ہے '' نسیمہ ایک بڑا سا ڈبہ اٹھائے دروازے میں نموددار ہوئی ۔ تیز نظروں سے کمرے میں چاروں طرف دیکھ کر وہ بے ساختگی سے مسکرائی۔ اس کے چہرے سے خوشی مترشح تھی۔ وہ کونے میں رکھی ہوئی ایک تپائی تک گئی۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈبہ اس پہ رکھ کر وہ اپنے بھائی شعیب کے پاس کھڑی ہوئی اور باتیں کرنے لگی''۔[9]

نسیمہ کے کردار کی ایک اور خصوصیت شہری اور دیہی زندگی کا امتزاج بھی ہے ۔ عام طور پر شہر سے متعلق لوگ دیہات کے متعلق کمتری کا رویہ رکھتے ہیں ۔ اور دیہی عالقوں سے متعلق لوگوں کو فرسودہ تصور کیا جاتا ہے مگر نسیمہ بجائے شہری ہونے کے اس بری خصلت سے مبرا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ سرفراز کے گاؤں جانے کی خواہش ظاہر کرتی ہے تو سرفراز گھبرا جاتا ہے کہ دیہاتی ماحول کو دیکھ کر یہ شہری لوگ کیا سوچیں گے، اوپر سے سرفراز کے گھر کا وضع قطع بھی عین دیہاتی تھا اس لیے سرفراز اپنے بھائی اعجاز سے گھر کی مرمت اور آرائش و زیبائش کے متعلق کہہ دیتا ہے مگر نسیمہ سرفراز کی توقعات سے یکسر مختلف ثابت ہوجاتی ہے اور وہ اپنے رویہ سے کہیں پر بھی یہ بات ظاہر نہیں کرتی کہ یہ دیہاتی ماحول فرسودہ اور بدصورت ہے بلکہ وہ نہ صرف خود کو اس ماحول کا ظاہر کرتی ہے بلکہ گھر کے افراد کے ساتھ پہلی مالقات ہی میں بے تکلف ہوجاتی ہے۔

'' نہیں نہیں ، نسیمہ نے کہا، آپ بیٹھی رہیں، میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھتی ہوں ۔ وہ

سکینہ کے بیٹھنے کا انتظار کیے بغیر جاکر
چولہے کے پاس دوسری پیڑی پر بیٹھ گئی"۔[10]

یہ فطری بے ساختگی نسیمہ کے کردار کا خاصہ ہے جو تکلفات سے ماورا
اور آسانی پیدا کرنے پر یقین رکھتا ہے ۔

نسرین کا کردار ایک اور نسوانی پہلو کی عکاسی لے کر سامنے آتا ہے ۔

عورت ذات اول اپنا جسم دینے کے لیے تیار نہیں ہوتی چاہے ان کی جان بھی چلی جائے لیکن بسا اوقات ایسے کردار بھی ہوتے جو حالات کے جبر اور معاشرے کی بے مائیگی کی وجہ سے جسم سے ماورا ہوجاتی ہے. پھر ایک شخص کے ساتھ اور سینکڑوں کے ساتھ جنسی روابط بنانا اس کے لیے کسی کھیل سے کم نہیں ہوتا ۔ نسرین کا کردار اس عمل کا بین ثبوت ہے ۔ مسلسل جنس زدگی نسرین کو بےحس بنا دیتی ہے ۔ اور جب سرفراز شعیب کے دفتر میں نسرین کو ناموزوں حالت میں دیکھ لیتا ہے چونکہ سرفراز کا نسرین کے ساتھ جنسی
ہوتے ہیں اس لیے وہ برداشت نہیں کرپاتے اور نسرین کو تھپڑ رسید کرتا ہے ۔ " مجھے سب نے
استعمال کیا ہے۔ بڈھے

کرنل سے لیکر نوجوان افسروں تک۔ تم ایک اور طمانچہ
لگادو ۔ میں تو اس کی عادی ہوں مجھے
کیا فرق پڑتا ہے۔ لو مارو "۔[11]

نسرین کا یہ ردعمل نوکرشاہی پر طنز ہے ۔ وہ کئی چھوٹے بڑے افسروں کے
ہوس کا نشانہ بن چکی ہے ۔ اس مسلسل جنسی استحصال نے نسرین کو بےحس بنا دیا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ نسرین کے کردار میں بےباکی کا عنصر بھی عیاں ہے ۔ عبدہللا حسین نے
اس کردار کو محدود دائرے میں پیش کیا ہے وگرنہ وہ اس کردار سے مزید کام بھی لے سکتے تھے ۔ وہ اس کے ذریعے سماج کے مزید کریہہ صورتوں کو پیش کرسکتے تھے ۔

اس کردار کے متعلق محمد عباس لکھتے ہیں: "اس
کردار کے سلسلے میں ایک چھوٹی
سی چوک بھی ناول نگار سے ہوئی ۔ وہ مناسب وقت پر
کرنل کی طرف سے، جس نے نسرین کو اپنی سرپرستی
میں رکھا ہوا تھا، نسرین کے جنسی استحصال کے متعلق
بتا نہ سکا اوراس ناکامی کا بھی اتنا مسئلہ نہیں تھا کیوں کہ
قاری کو تو اس رشتے کی نوعیت معلوم نہیں، مسئلہ تو غلط
موقع پر بتانا ہے ۔ جب نسرین شعیب کے واش روم
سےنمودار ہوتی ہے اور سامنے سرفراز کو کھڑا
دیکھتی ہے تو ہسڑیائی انداز میں
کرنل کے ساتھ اپنے تعلقات کا اظہار کردیتی ہے۔

بہت ہی نامناسب وقت چنا گیا یہ انکشاف کرنے کے لیے یوں
محسوس ہوتا کہ نسرین کی بجائے خود ناول نگار کو ان کے
تعلق کی اس نوعیت کو بے نقاب کرنے کی جلدی پڑی
تھی"۔[12]

کردار کی کامیابی اس بات میں پنہاں ہے کہ لکھاری کردار کی نقشِ قدم پر چلے ، ناکہ کردار کو زبردستی اپنے نقش قدم پر چالئے۔ بڑے کردار تب ہی تخلیق ہوتے ہیں جس میں بغاوت کا عنصر ہو ، جو تخلیق کار کو اپنے مزاج کے تابع بنائے ۔ مجموعی طور پر عبدہللا حسین کے کردار کامیاب کہالنے کہ مستحق ہیں ۔ مرد و عورت دونوں کرداروں میں وہ بالغت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتے۔ وہ بنیادی طور پر انسانی نفسیات سے آگہی رکھتے ہیں جو کردار تخلیق کرتے وقت ان کے کام آتی ہے ۔

حوالہ جات

[1] ۔ نزہت عباسی، ڈاکٹر ، اردو کے افسانوی ادب میں نسائی لہجہ ، انجمن ترقی اُردو ، پاکستان ، 2013ء ص : 465۔

[2] ۔خواجہ محمد یوسف، راکھ اور نادار لوگ کا تقابلی مطالعہ ، غیر مطبوعہ، مقالہ برائے ایم فل، عالمہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسالم آباد ، ۲۰۰۰ ، ص : ۱۳۸

[3] ۔ عبدہللا حسین ، نادار لوگ ، سنگ میل پبلی کیشنز ، الہور ، ۲۰۰۸، ص : ۱۵۸

[4] ۔ ایضا، ص : ۴۰۸

[5] ۔ ایضا ، ص : ۱۸۵

[6] ۔ تفصیل احمد ، تانیثیت ، نسوانیت اور نسائیت، مشمولہ، کسوٹی جدید/ خواتین نمبر، سہ ماہی ، مدیر انور شمیم -2014ء ص : ۸۵

[7] ۔ عبدہللا حسین ، نادار لوگ ، ص : ۴۸۱

[8] - ایضا ، ص : ۷۶

[9] - ایضا ، ص : ۸۰۳

[10] - ایضا. ص : ۱۰۷

[11] - ایضا ، ص : ۷۶۵، ۷۶۶

[12] ۔محمد عباس ، نادار لوگ ، مشمولہ ، انگارے، عبدہللا حسین نمبر ، مرتبین، سید عامر سہیل، عبدالعزیز ملک، محمد داؤد راحت، شمارہ جوالئی تا اکتوبر ، 2015، ملتان، ص : ۳۵۶

References

1. Dr. Nuzhat Abbasi, Urdu k maroof afsanvi adab main nisayi lehja, anjuman taraqi urdu, Pakistan, 2013, P. 465
2. Khwaja Muhammad Yousaf, Rakh aur Nadar Log ka taqabuli Mutalia, unpublished, thesis, AIOU Islamabad, 2000, P. 138
3. Abdullah Hussain, Nadar Log, Sang-e-meel Publications, Lahore, 2008, P.158
4. Ibid, P. 408
5. Ibid, P. 185
6. Tafseel Ahmad, Tanisiyyat, Niswaiyyat aur Nisaiyyat, mashmoola Kasoti Jadeed, Khwateen Number, Quarterly, Editor Anwar Shameem, 2014, P. 85
7. Abdullah Hussain, Nadar Log, P.481
8. Ibid, P. 76
9. Ibid, P. 803
10. Ibid, P. 107
11. Ibid, P. 765-66
12. Muhammad Abbas, Nadar Log, mashmoola Abdullah Hussin Number, compiled by Syed Amir Sohail, Abdul Aziz Malik, Muhammad Daud Rahat, July-October 2015, Multan, P. 356